Pakistan-Japan Friendship is Everlasting

پہلا درخت

THE FIRST TREE

June 05, 2006

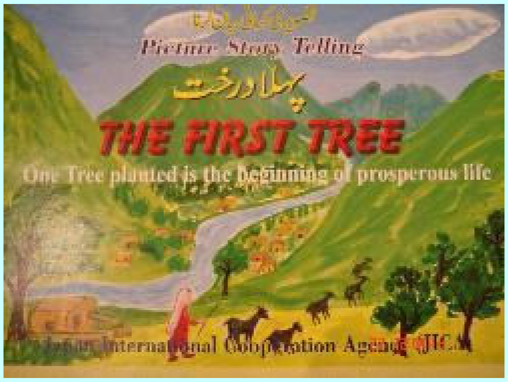

This story was prepared by Dr. Shinji Tajima who served as Japan International Cooperation Agency (JICA)'s Advisor to the Prime Minister Literacy Commission of Pakistan. Dr. Shinji Tajima heads a Non Profit Organization (NPO) International Center for Literacy and Culture (ICLC-Tokyo: www.iclc2001.org) working for the promotion of non formal environmental literacy through picture story telling. UDERC is thankful to Dr. Shinji Tajima for permitting us to produce electronic version of this story for wider distribution among the members of Children's Eco Club established by UDERC. A collection of other interesting stories is also available at: http://www.uderc.com/children.html

Urban Development and Environmental Research Center (UDERC)
www.uderc.com

International Center for Literacy and Culture (ICLC-Tokyo)
www.iclc2001.org

پہلا درخت

یہ کہانی انٹرنیشنل سینٹر فار لٹریسی اینڈ کلچر ٹوکیو (ICLC-Tokyo) کے تعاون سے تیار کی گئی ہے۔ بنیادی طور پر یہ کہانی جاپان کی بین الاقوامی تعاون کی ایجنسی JICA نے پاکستان کے پرائم منسٹر لٹریسی کمیشن میں غیر روایتی طریقہ تعلیم کے جاپانی ماہر تعلیم جناب ڈاکٹر مچی ناجیما کی نگرانی میں چند سال قبل پاکستانی بچوں کے لیے تیار کی تھی۔ ہم ڈاکٹر مچی ناجیما کے بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں یہ کہانی بچوں کے ایکو کلب میں پیش کرنے کی اجازت دی۔

ایک درخت لگانے سے خوشحال زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ جی ہاں، ایک درخت لگانے سے!

چلئے آج ہم آپ کو ایک گاوں کی کہانی سنائیں گے۔

برسوں پرانی بات ہے کہ ایک گاوں کے قریب درختوں سے ڈھکا ہوا ایک خوبصورت پہاڑ تھا۔ وہاں صنوبر، شیشم اور بہت سے خوبصورت اور سرسبز درخت ہوا کرتے تھے۔ ان درختوں میں بہت سے پھلوں کے درخت بھی شامل تھے۔ گاوں والے مزے دار پھل کھاتے اور درختوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاوں میں بیٹھتے۔ گاوں کے لوگ بڑے خوش تھے اور مطمئن زندگی گزار رہے تھے۔

پہاڑ سے اکثر گانے کی آواز گونجتی رہتی۔

واہ! کتنی خوشی کی بات ہے۔

میرے سارے دوست درخت میرے ساتھ ہیں۔ میرے پاس بہت سا پانی، اور بہت سے پھل اور پھول ہیں، بہت سے جانور میرے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں، اور مجھے سیلاب کا بھی کوئی ڈر نہیں۔

واہ کتنی خوشی کی بات ہے۔

مگروقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کچھ لوگوں نے پہاڑ سے درخت کاٹنا شروع کر دیئے۔ وہ لوگ پہاڑ پر جاتے، درخت کاٹتے اور بیچ دیتے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑ سے تمام بڑے بڑے درخت ختم ہو گئے۔ جو تھوڑے سے درخت بچ گئے تھے، وہ رو رو کر کہتے خدا کے لیے ھمیں نہ کاٹو، تم لوگ اگر درختوں کو کاٹتے رہے تو ایک دن تم سب لوگ کسی مصیب میں گرفتار ہو جاوگے، ہم تمہاری خاطر تم سے اپنی زندگی کی بھیک مانگتے ھیں۔

مگر افسوس کہ کسی نے بھی درختوں کی فریاد پر توجہ نہ دی اور چند ہی دنوں میں خوبصورت اور ہرا بھرا پہاڑ ویران ہوگیا۔ اب پہاڑ بالکل گنجا ہو چکا تھا۔ اور اس کا رنگ بھورا نظر آنے لگا تھا۔ جب بارشیں ہوئیں تو سیلاب کا تیز پانی اپنے بہاو کے ساتھ پہاڑ کی زرخیز مٹی بھی بہا کر دور دریا میں لے گیا۔

جوں جوں پہاڑ سے درخت ختم ہونا شروع ہوئے، گاوں میں پانی بھی کم ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ گرمیوں کے دنوں میں کھیتوں کو دینے کے لیے بھی پانی نہ مل سکا۔ تمام کھیت خشک ہو چکے تھے اور کوئی فصل بھی نہیں اُگ سکتی تھی۔
دراصل گاون کے لوگ اب بڑی مصیبت میں پھنس چکے تھے، اور کہنے لگے کہ اب تو ہمارے گاوں میں صرف گرمی ہی گرمی ہے۔ یہاں نہ کوئی سایہ ھے اور نہ ہی پانی، یہ جگہ تو کسی صحرا سے بھی بدتر ہوگئی ہے، اب ہمیں یہاں سے کسی اور جگہ جا کر رہنا پڑے گا۔

پہاڑ یہ سب کچھ سُن رہا تھا۔ وہ بولا کہ ''اِسی برے وقت کے لیے تو میں تم سب کو سمجھاتا تھا کہ درختوں کو نہ کاٹو، مگر تم لوگوں نے میری ایک نہ سُنی، درخت ہماری زندگی کو خوشگوار بناتے ہیں کیونکہ پہاڑ پر اُگنے والے درخت اپنے اندر بہت سا پانی ذخیرہ کر لیتے ہیں، درختوں کی جڑیں پہاڑ کی زرخیز مٹی کو مضبوط کرتی ہیں اور سیلاب کی تباہی سے بچاتی ہیں۔ اور پھر درخت سانس لینے کے لیے آکسیجن بھی تو پیدا کرتے ہیں''۔

ایک نوعمر لڑکا جس کا نام راضی تھا، پہاڑ کی باتیں بہت غور سے سُن رہا تھا ۔ وہ بولا ”ہاں پہاڑ صاحب آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، میرے دادا جان کہتے ہیں کہ بہت عرصہ پہلے ہمارا گاؤں سرسبز درختوں سے بھرا ہوتا تھا ۔ کیوں نہ پہاڑ پر ایک بار پھر درخت اگائے جائیں ؟ اس طرح ہمارا گاؤں ایک بار پھر ہرا بھرا ہو جائے گا اور یہاں کا موسم خوشگوار ہو جائے گا، کیونکہ دادا جان کہتے ہیں کہ ہر چیز کا آغاز ایک سے ہوتا ھے“۔ یہ سوچ کر راضی کی آنکھوں میں اُمید کی چمک پیدا ھوئی اور وہ ہاتھوں میں صنوبر کا ایک ننھا سا پودا لے کر پہاڑ کی طرف چل پڑا ۔

گاؤں کے بعض لڑکوں نے جب راضی کو صنوبر کا ایک ننھا سا پودا لے کر پہاڑ کی جانب جاتے دیکھا تو اُنہوں نے راضی کا بہت مذاق اُڑایا، کہنے لگے راضی کتنا احمق ھوگیا ھے، بھلا ایک چھوٹا سا پودا لگانے سے کیا سارا پہاڑ سرسبز ھو جائے گا؟ درخت کاٹنے والے لوگوں نے بھی راضی کا خوب مذاق اُڑایا۔

مگر راضی کی سوچ مختلف تھی، وہ کہتا تھا کہ ”آج کا لگایا ہوا ایک ننھا سا پودا کل ایک مضبوط اور تناور درخت بن جائے گا، آج اگر میں اکیلا یہ کام کر رہا ہوں تو کیا ہوا، ہم جب کچھ بھی کرنا چاہیں تو کام کا آغاز تو ہمیشہ ایک سے ہی ہوتا ہے ۔میں یہ پودا پہاڑ پر ضرور لگاؤں گا۔ پھر ایک سے دو اور دو سے تین درخت بن جائیں گے ۔ اس طرح یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا اور آخر کار ہمارے گاؤں کی فضاء خوشگوار ہو جائے گی“۔

پھر جب موسم برسات شروع ہوا تو راضی بہت سے پودے لے کر پہاڑ پر پہنچ گیا۔ پہاڑ نے جب یہ دیکھا تو خوشی کے مارے جھوم اُٹھا اور بولا ''آج تک یہاں اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہوئی، ہمیشہ گاوں والے میرے درخت کاٹ کر لے جاتے تھے، لیکن کبھی کسی نے نیا درخت لگانے کی سوچا بھی نہیں''۔

تھوڑی دیر ہی میں گاوں سے راضی کے دو دوست بھی پہاڑ کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ ''ہم بھی پودے لگانے میں تمہاری مدد کریں گے، کیونکہ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمارا گاوں اور اس کی فضا خوشگوار ہو جائے''۔
ان لڑکوں میں سے ہر ایک نے تین تین پودے لگائے۔
لیکن افسوس کہ اس سال بڑی سخت طوفانی بارش ہوئی، پہاڑ پر درخت نہ ہونے کی وجہ سے پہاڑ کے بہت سے پتھر اپنی جگہ سے ہل گئے، اور لڑھکنے لگے۔ ایک پتھر راضی کو بھی لگا، جس کی وجہ سے راضی شدید زخمی ہو گیا۔ راضی کو فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا۔ ہسپتال میں جا کر بھی راضی اپنے لگائے ہوئے پودوں کے بارے میں پوچھتا رہتا کہ ''اب ان پودوں کا کون خیال کرتا ھے، پودوں کو پانی کون دیتا ھے''۔
تب گاوں والوں کو احساس ہوا کہ ایک چھوٹا سا بچہ اپنے گاوں کی فضا کو خوشگوار بنانا چاہتا ہے، اُنہیں راضی کی وہ بات یاد آئی کہ ''ہر چیز کا آغاز ایک سے ہوتا ھے''۔

جلد ہی گاوں کی لڑکیوں پر اس بات کا بہت اثر ہوا اور اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم بھی پہاڑ پر درخت لگائیں گے اور پہاڑ کی زمین کو گاوں کے سب لوگوں کی بہتری کے لیے استعمال کریں گے۔ گاوں کے نوجوان بھی سوچنے لگے کہ ''اگر آج ہم پودے لگاتے ہیں تو کل ہمارے بچے ان کا پھل کھائیں گے اور خوش رہیں گے''۔
یہی سوچ کر تمام گاوں والوں نے پہاڑ پر بہت سے پودے لگائے۔
وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ پودے بڑے اور مضبوط ہوتے گئے اور پہاڑ کی چوٹی ہرے بھرے درختوں سے بھر گئی۔ کچھ ہی عرصہ بعد پہاڑ بہت خوبصورت نظر آنے لگا کہ جیسا پہلے کبھی نہ تھا۔
سب لوگوں نے مل کر بہت سے پھل دار اور پھول دار درخت لگائے۔ اب پہاڑ نہ تو پہلے کی طرح گنجا تھا اور نہ ہی اس کا رنگ بھورا تھا۔
بلکہ وہ سرسبز و شاداب ہو چکا تھا۔

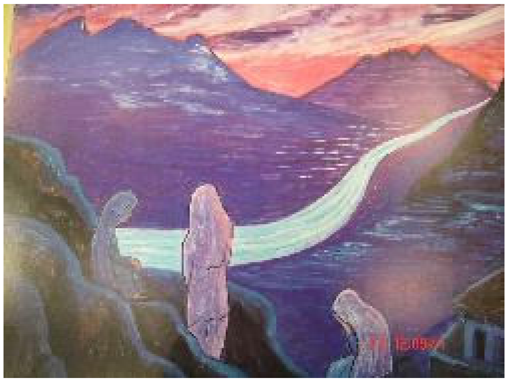

اب ہر سال جب موسمِ برسات آتا تو گاوں کے سب لوگ پہاڑ پر جاتے اور بہت سے پودے لگاتے۔ وہ لوگ جو درختوں کو کاٹتے تھے، اور ہنستے تھے کہ پہاڑ پر درخت مت لگاو، اب اُن کو بھی اس بات کا احساس ہوگیا تھا کہ درخت بھی انسانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر انہیں پیار اور احتیاط کے ساتھ پالا جائے تو وہ بڑے ہوکر ہماری زندگی کو خوبصورت وصحت افضاء بنادیتے ہیں۔

اب تمام لوگ جوش اور جذبے سے پودے لگاتے۔ اس طرح پہاڑ انتہائی خوبصورت اور دلکش نظر آنے لگا۔
اب پھر پہاڑ سے اکثر گانے کی آواز گونجتی رہتی ھے۔
''واہ کتنی خوشی کی بات ہے۔
میرے سارے دوست درخت میرے ساتھ ہیں۔
ایک دفعہ پھر میرے پاس بہت سا پانی، پھل ور پھول ہیں۔
بہت سے جانور میرے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں۔
اب مجھے آنسو بہانے کی بھی ضرورت نہیں''۔
اب گاوں واقعی ایک ایسی جگہ بن چکا ھے جہاں زندگی بہت مزیدار ہے۔
ایک درخت سے خوشحال زندگی کا آغاز ہوسکتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ بھی درخت لگائیں گے، اور اپنے گھر، محلے، گاوں یا شہر میں دخت لگا کر ملک کو خوبصورت اور خوشحال بنائیں گے۔

بچوں کے لیے پیغام:

پیارے بچو! درخت لگانا بہت نیکی کا کام ھے۔ جو دنیا میں ایک درخت لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیتا ہے۔ کیا آپ نے درخت لگانے کا فیصلہ کرلیا ھے؟ تو پھر کونسا درخت یا پودا لگا رہے ہیں آپ؟
میری مانیں تو امرود کا پودا لگایں! ایک سال بعد پھل دینا شروع کر دیتا ہے، جگہ بھی کم گھیرتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ سال بھر میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں تازہ امرود کھانے کا تو خوب مزہ آئے گا۔ اور ہاں، بچو اپنے پودوں کو ھمیشہ ماحول دوست کھاد یعنی ایکوفرینڈلی کھاد ڈالیں۔ کیمیائی کھادیں بہت زہریلی ہوتی ہیں، ان سے پودوں کی صحت خراب ہو جاتی ھے، اور زمین کی طاقت بھی ختم ہوجاتی ھے۔ ٹھیک ہے ناں!